ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.2.2026

آن لائن تجارتی معاملات میں ایجاب و قبول کی حقیقت، حیثیت اور طریقہ کا فقہی جائزہ

A Juristic Analysis of Offer and Acceptance, Nature, Validity, and Procedure in Online Commercial Transactions

Khaista Rehman[1]
Ph.D. Scholar Department of Islamic Theology, Islamia College Peshawar
Email: kharahman88@gmail.com
Dr. Salim ur Rahman[2]
Supervisor/ Professor Department of Islamic Theology, Islamia College Peshawar. Email: drsaleem@icp.edu.pk

Abstract

This study examines the nature, validity, and procedural application of ījāb (offer) and qabūl (acceptance) in contemporary online commercial transactions from a shariah perspective. In light of rapid technological advancements and the expansion of e-commerce, traditional modes of contract formation have evolved into digital formats, necessitating a re-evaluation of classical juristic principles. The research analysis foundational juristic positions of the four schools regarding the essential elements of a contract, with particular focus on the primacy of ījāb and qabūl. It further explores modern mechanisms of contract execution, including verbal (audio/video), written (email, messaging), and symbolic methods (click-based acceptance), assessing their compliance with Islamic legal standards. The study highlights the role of customary practice (urf), continuity of contractual session (majlis al-aqd), and the requirement of mutual consent in validating online agreements. Additionally, it discusses issues such as delayed acceptance, electronic signatures, and the legal implications of digital communication. The findings suggest that, subject to the fulfillment of shariah conditions, online contracts are permissible and functionally analogous to classical forms of agreement, thereby providing a viable framework for modern Islamic commercial practice.

Keywords: *Online Trading, Offer and Acceptance, Islamic Commercial Law, E-Commerce, Digital Contracts.*

تمہید

عصرِ حاضر کی نت نئی ایجادات تقریباً زندگی کے ہر شعبہ پر اثرانداز ہو چکی ہیں۔ ان ایجادات میں سے ایک انٹرنیٹ اور اس کے متعلقات ہیں۔ انٹرنیٹ نے جہاں تمام شعبہ ہائے زندگی پر تسلط حاصل کر لیا ہے، اور دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا دیا ہے، وہاں تجارت کے شعبے پر بھی اس حد تک تسلط حاصل کر چکا ہے کہ آنے والے سالوں میں تمام تجارتی معاملات اور عقود آن لائن منتقل ہو جائیں گے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آن لائن معاملات اور عقود سے متعلق شریعت کے اصول اور شرائط و ضوابط زیرِ بحث لائے جائیں۔ خصوصاً ایجاب و قبول چونکہ ان معاملات اور عقود کی بنیادی عنصر ہے۔ اس لیے اس کی حقیقت و ماہیت، انعقاد کے وسائل اور طریقہ کار کی تحقیق شرعی اصولوں کی روشنی میں ازبس ضروری ہے۔

عقد کے ارکان

بیع چونکہ ایک عقد ہے۔ اس لحاظ سے فقہاءِ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ایجاب و قبول بیع کے بنیادی ارکان ہیں۔ رکن کسی چیز کا وہ جزء ذاتی ہوتا ہے جس

---

1 خائستہ رحمٰن، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور

2 پروفیسر ڈاکٹر سلیم الرحمٰن، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سے اس کی حقیقت اور ماہیت تشکیل پاتی ہے اس طور پر کہ اس چیز کا وجود اس پر موقوف ہوتا ہے۔[1] جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک بیع کے ارکان چار؛ ایجاب، قبول، معقود علیہ اور عقد کنندہ ہیں۔ کیونکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک رکن وہ امر ہوتا ہے جس پر کسی چیز کا وجود موقوف ہوتا ہے، خواہ وہ چیز اس کی ماہیت وحقیقت کا جزء ہو یا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جب تک بیع میں مذکورہ بالا چار امور نہ پائے جائیں بیع وجود میں نہیں آئے گی۔ اس لیے یہ چاروں امور رکن کہلائیں گے۔ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک رکن وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کا موقوف علیہ ہو اور اس کی ماہیت کا جزء بھی ہو۔ لہٰذا عاقدین اور معقود علیہ اگرچہ بیع کے لیے موقوف علیہ تو ہیں لیکن اس کی حقیقت کے اجزاء میں سے نہیں ہیں۔ اس لیے ان حضرات کے نزدیک یہ رکن نہیں کہلائیں گے۔

حاصل یہ کہ مذکورہ اختلاف زیادہ تر اصولی اور اصطلاحی ہے، عملی نہیں؛ کیونکہ بیع کے ارکان کے تعین میں اختلاف در حقیقت رکن کی تعریف کے اختلاف سے پیدا ہوا ہے، ورنہ عقدِ بیع کے وجود کے لیے درکار عناصر کے لزوم پر دونوں کا اتفاق ہے۔

ایجاب وقبول کی حقیقت

ایجاب و قبول ایسے دو الفاظ سے عبارت ہے جو عرف میں انشاءِ بیع کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔[2] ایجاب وقبول کی حقیقت میں مذاہبِ اربعہ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک "ایجاب" بائع کے کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے اگرچہ متاخر ہو اور "قبول" مشتری کی رضامندی پر دلالت کرنے والے کلام کو کہا جاتا ہے اگرچہ مقدم ہو۔[3] جبکہ ائمہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک عاقدین میں سے اس کی رضامندی پر دلالت کرنے والے پہلے فریق کے کلام کو "ایجاب" کہا جاتا ہے خواہ وہ کلام بائع سے صادر ہوا ہو یا مشتری سے، اور اس کے جواب میں دوسرے صادر ہونے والے کلام کو "قبول" کہا جاتا ہے۔[4]

ایجاب و قبول جس طرح زبانی الفاظ کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسی طرح تعاطی (عملی بیع) کے ذریعے بھی منعقد ہوتا ہے۔ گونگے کے حق میں اس کی رضامندی پر دلالت کرنے کے لیے اشارہ بھی کافی ہے۔ چنانچہ شیخ مصطفیٰ زرقاؒ لکھتے ہیں:

"انّ النّطق باللّسان ليس طريقة حتميةً لظهور الارادة العقدية بصورة جازمة فى النظر الفقهى، بل النطق هو الاصل فى البيان و لكن قد تقوم مقامه كل وسيلة اختيارية او اضطرارية مما يمكن ان تعبر عن الارادة الجازمة تعبيرا كافيا مفيدا، و علىٰ هذا قد اقرّ الفقهاء انه يقوم مقام النطق فى الايجاب و القبول احدىٰ وسائل ثلاث أخرىٰ، و هى: الكتابة، و الاشارة من الأخرس، و التعاطى۔"[5]

(بے شک نطق باللسان ارادۂ عقد کے ظہور کے لیے نظر فقہی میں حتمی نہیں ہے؛ اگرچہ بیان میں نطق باللسان اصل ہے، لیکن کبھی کبھار ہر اختیاری یا اضطراری ذریعہ اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے جس سے ارادۂ جازمہ کی مکمل اور مفید تعبیر ممکن ہو سکے اور اس وجہ سے فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ ایجاب و قبول میں زبانی کلام کے قائم مقام تین وسائل میں سے ایک ہو سکتا ہے، اور وہ کتابت، گونگے کا اشارہ اور تعاطی ہے۔)

ڈاکٹر محمد عقلہ ابراہیم آلاتِ جدیدہ کے ذریعے ایجاب وقبول کے جواز پر ڈاکٹر عبدالرزاق السنہوریؒ کے واسطے سے لکھتے ہیں:

"كما يكون التعبير الصريح بالكلام يكون بالكتابة ايضاً فى أى شكل من أشكالها عرفيةً أو رسميةً، خاصةً أو عامةً فى شكل سند أو خطاب أو نشرة أو اعلان موقعاً عليها أو غير موقع، مكتوبة باليد أو بآلة الكاتبة أو بآلة الطابعة أو بآلة طريقة أخرىٰ، أصلاً كان أو صورةً، و سواء هٰذه الصورة مصنوعة باليد أو مصورةً و سواء كان نقل الكتابة مباشراً أو بطريق التلغراف أو اشارات مصطلح عليها أو بغير ذٰلک من الطرق و يكون التعبير الصريح بالاشارة كذٰلک فاشارة الأخرس غير المبهمة تعبير صريح عن ارادته۔"[6]

(صریح تعبیر جس طرح کلام سے ہوتی ہے، اسی طرح کتابت سے بھی ہوتی ہے خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، عرفی ہو یا رسمی، خصوصی ہو یا عمومی، دستاویز کی صورت میں ہو یا خط کی صورت میں، اشتہار یا اعلان کی صورت میں، دستخط شدہ ہو یا غیر دستخط شدہ، ہاتھ سے لکھا گیا ہو یا ٹائپنگ مشین یا کسی اور ذریعے سے، اصل ہو یا فوٹو کاپی، وہ فوٹو کاپی ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا تصویر لی گئی ہو، خواہ وہ کتابت کی نقل براہ راست ہو یا ٹیلی گراف کے طریقے یا اصطلاحی اشارات سے ہو یا کسی اور طریقے سے ہو اور اسی طرح صریح تعبیر اشارے سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا گونگے کا اشارہ جو مبہم نہ ہو، اس کے ارادے کی صریح تعبیر ہے۔)

آن لائن تجارت میں ایجاب وقبول کا طریقہ کار

عصر حاضر کی نت نئی ایجادات میں سے انٹرنیٹ نے جہاں روابط اور تعلقات میں آسانیاں پیدا کی ہیں، وہیں روزگار اور خرید وفروخت کے بے شمار مواقع بھی فراہم کر چکا ہے، اور اس میں اتنی سہولیات پیدا ہو چکی ہیں کہ مہینوں کے کام منٹوں میں بغیر کسی مشقت اور دور دراز اسفار کے سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسائل میں پیچیدگیاں بھی پیدا ہو چکی ہیں۔ کیونکہ عام خرید و فروخت میں سامانِ تجارت لوگوں کے سامنے ہوتا تھا اور جس کو ضرورت ہوتی تھی وہ بائع کے ساتھ بالمشافہ بھاؤ تھاؤ کر کے نقد و ادھار جس طریقے سے بھی چاہتا، ایجاب و قبول کر کے سامان وصول کر لیتا تھا۔ لیکن آن لائن تجارت میں نہ مبیع سامنے ہوتی ہے، نہ متعاقدین اور نہ ان کے مابین ایجاب و قبول بالمشافہہ ہوتی ہے۔ بلکہ متعاقدین اور مبیع دونوں غائب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس میں دیکھنا ہو گا کہ آن لائن تجارت کرتے وقت خرید و فروخت کے شرعی اصول پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

عقدِ بیع کے لیے تین امور کا پایا جانا ضروری ہے: متعاقدین، معقود علیہ اور ایجاب و قبول۔ جمہور فقہاء کرامؒ کے نزدیک یہ امور عقدِ بیع کے ارکان ہیں [7] جبکہ حنفیہؒ کے نزدیک بیع کا رکن صرف ایجاب و قبول ہے، اور باقی تین امور بیع کے لیے شرائط ہیں۔ چنانچہ موسوعہ فقہیہ میں ہے:

"واتفق الفقهاء على أن العقد لا يوجد إلا إذا وجد عاقد و صيغة الإيجاب و القبول و محل يرد عليه الإيجاب و القبول المعقود عليه. و ذهب جمهور الفقهاء إلى أن هذه الثلاثة كلها أركان العقد وذهب الحنفية إلى أن ركن العقد هو الصيغة فقط، أما العاقدان والمحل فمما يستلزمه وجود الصيغة، لا من الأركان ، وذلك لأن ما عدا الصيغة ليس جزءا من حقيقة العقد وإن كان يتوقف وجوده عليه. ولكل واحد من الصيغة والعاقدين والمحل شروط لا بد لوجود العقد الشرعي من توافرها."[8]

(تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عقد کا وجود نہیں ہو سکتا، مگر جب عاقد، صیغۂ عقد (ایجاب و قبول) اور معقود علیہ موجود ہوں جس پر ایجاب و قبول وارد ہوتا ہے، اور جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ یہ تینوں امور ہی ارکانِ عقد ہیں، اور حنفیہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ عقد کا رکن صرف صیغہ یعنی ایجاب و قبول ہے۔ جبکہ عاقدین اور محلِ عقد لوازماتِ عقد میں سے ہیں، نہ کہ ارکان میں سے ہیں، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ صیغے کے علاوہ دوسری چیزیں حقیقتِ عقد کا جز نہیں ہیں، اگرچہ اس کا وجود اس پر موقوف ہے۔ صیغہ، عاقدین اور محلِ عقد میں سے ہر ایک عقدِ شرعی کے وجود کے لیے ضروری ہے۔)

ایجاب کا طریقہ کار

بیع کے انعقاد کے لیے ایجاب و قبول ضروری ہے۔ آن لائن کاروبار میں چونکہ بائع کی طرف سے انٹرنیٹ پر اشتہار جاری کیا جاتا ہے جس میں مبیع کے متعلق تمام تفصیلات اور قیمت درج ہوتی ہے اور لوگوں کو خریداری کی عمومی دعوت دی جاتی ہے۔ بعض معاصر فقہاء کرام کے نزدیک یہی عمومی دعوت ہی ایجاب ہے۔ جیسا کہ شیخ ابراہیم دونمر نے مجلۃ الفقہ الاسلامی میں شامل اپنے مقالہ میں تصریح کی ہے:

"ينبغي القول بأن توجيه الإيجاب إلى الجمهور يجوز و بأن العقد بهذه الطريقة ينعقد. و على هذا يجب مثلًا اعتبار عرض البائع سلعته في الواجهة و وضع قائمة الأسعار بإزائها إيجابًا و يجب القول بانعقاد العقد إذا التقى هذا الإيجاب بالقول ممّن له أهلية التعاقد."[9]

(مناسب یہ ہے کہ جمہور کی طرف ایجاب کرنا جائز ہے اور اس طریقے سے عقد منعقد ہو جاتا ہے، اور اس بناء پر لازم ہے کہ بائع کا اپنے سامان کو دکان کے سامنے والے حصے میں رکھنے اور اس کے سامنے قیمتوں کے لگانے کو ایجاب مانا جائے، اور عقد کے انعقاد کا قول ماننا بھی لازم ہے کہ جب اس ایجاب کے ساتھ قبول ایسے شخص کی طرف سے متصل ہو جائے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو۔)

شیخ محی الدین القرۃ داغی بھی اسی رائے کے قائل ہیں۔[10] ان حضرات کا مستدل مالکیہؒ کی کتابوں میں مذکورہ مسئلہ ہے جس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ تمام لوگوں کی طرف بھی ایجاب متوجہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ دسوقیؒ رقمطراز ہیں:

"وأما لو عرض رجل سلعته للبيع وقال من أتاني بعشرة فهي له فأتاه رجل بذلك إن سمع كلامه أو بلغه فالبيع لازم وليس للبائع منعه وإن لم يسمعه ولا بلغه فلا شيء له ذكره في نوازل البرزلي ومثله في المعيار۔"[11]

(اگر کسی شخص نے بیع کے لیے سامان پیش کر کے کہا: جو شخص دس درہم لے آیا تو یہ سامان اس کا ہوا، چنانچہ ایک شخص دس درہم لے آیا، اگر اس نے بائع کا اعلان سنا ہو یا اس کو اعلان پہنچا ہو، تو بیع لازم ہو جائے گی، بائع کو منع کرنے کا اختیار نہ ہو گا، اور اگر اس نے نہ اعلان سنا ہو اور نہ اس کو اعلان پہنچا ہو تو سامان اس کا نہ ہو گا، برزلی نے نوازل میں اس کو ذکر کیا ہے اور معیار کتاب میں بھی اس جیسی بات مذکور ہے۔)

جمہور فقہاء کرامؒ کی رائے یہ ہے کہ بائع کی طرف سے محض اعلان سے ایجاب متحقق نہیں ہوتا؛ کیونکہ کتبِ فقہ میں مذکور جزئیات کے مطابق دعوت الگ اور ایجاب الگ چیز ہے، اور ایجاب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی متعین شخص یا جہت کی طرف متوجہ ہو۔ لہٰذا بائع کی طرف سے عام اعلان کو ایجاب تصوّر نہیں کیا جائے گا، الّا یہ کہ اعلان کی عبارت انشاءِ عقد پر دلالت کرتا ہو۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جمہور فقہاء کے نزدیک اس معاملہ کی دو صورتیں بنتی ہیں: ایک یہ کہ بائع کی طرف سے ویب سائٹ پر اشیاء کی پیشکش، ان کی تفصیلات اور قیمت وغیرہ ڈالنے کا مقصد محض ترغیب اور اعلان ہو تو اس صورت میں جمہور فقہاءؒ کے نزدیک یہ ایجاب نہیں بلکہ محض بیع کی دعوت ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اس دعوتِ عام کو قبول کیا اور خریداری کا اقدام کیا تو اس صورت میں بائع کو قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار حاصل ہو گا، اور مشتری کے اقدام کے بعد بیع بائع کے قبول کرنے پر منحصر ہو گی، اور اگر بائع نے اشتہار میں دیئے گئے قیمت کے خلاف بتائی تو اس صورت میں اسی قیمت پر بیع لازم ہو گی، البتہ وعدہ کی خلاف ورزی کا گناہ ہو گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس اعلان سے بائع کا مقصد انشاءِ عقد ہو جیسا کہ آن لائن تجارت میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے تو مشتری کے قبول کرنے سے بیع تام ہو جائے گی اور بائع کو اختیار حاصل نہیں ہو گا، کیونکہ عرف میں بھی اس کو دعوتِ بیع نہیں بلکہ ایجاب شمار کیا جاتا ہے۔

قبول کا طریقہ کار

آن لائن تجارت میں ایجاب و قبول دو طریقوں سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ ایک موبائل فون میں صوتی طریقے سے اور دوسرا خط و کتابت کے ذریعے۔ صوتی طریقے سے ایجاب و قبول پر بالمشافہ بیع و شراء کے احکام جاری ہوتے ہیں، اگرچہ فریقین ایک دوسرے سے غائب اور دور ہوں۔ کیونکہ صحتِ بیع کے لیے ایک دوسرے کا نظر آنا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ رقمطراز ہیں:

" لو تناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلا خلاف۔"[12]

(اگر ایک دوسرے کو پکار کر بیع و شراء کیا اس حال میں کہ فریقین ایک دوسرے سے دور ہوں تو بالاتفاق بیع صحیح ہے۔)

لہٰذا جس طرح بالمشافہ بیع و شراء میں ایجاب کے متصل قبول ضروری ہے، اسی طرح آن لائن تجارت میں بھی ایجاب و قبول کے درمیان اتصال ضروری ہے۔

ایجاب و قبول کا دوسرا طریقہ خط و کتابت کی صورت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر بائع کی طرف سے ایجاب ویب سائٹ پر اشیاء کی فہرست، ان کی تفصیلات اور قیمتیں وغیرہ درج کرنے کے ذریعے کیا گیا ہو، اور خریدار کے لیے قبول کا اختیار ان میں سے اپنی پسندیدہ چیز کے سامنے کلک کی صورت میں دیا گیا ہو تو اس چیز کے سامنے کلک کرنا خریدار کا قبول شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ شیخ محمد بن جبر الالفی لکھتے ہیں:

"و القبول يتمّ بأىّ طريقة جرى العرف علىٰ إعتبارها قبولاً، كاللفظ او الإشارة أو الكتابة أو الرمز (الضغط على زر يحمل علامة معينة)، أو القبول الضمنى بإدخال الرقم السرى لبطاقة الإئتمان، إذا اقتران هٰذا القبول بالإيجاب انعقد العقد بين الطرفين و ترتبت عليه آثاره من إلتزام البائع بتسليم المبيع، و إلتزام المشترى بدفع الثمن۔"[13]

(قبول کسی بھی ایسے طریقے سے مکمل ہو جاتا ہے جو عرف میں قابلِ اعتبار سمجھا جاتا ہو، جیسے لفظ یا اشارہ یا کتابت یا رمز (ایسے بٹن پر کلک کرنا جو متعین علامت کا حامل ہو) یا ضمنی قبول کے ذریعے سے، اس طریقے سے کہ کریڈٹ کارڈ کے خفیہ نمبر درج کیا جائے۔ جب یہ قبول ایجاب کے متصل ہو جائے تو طرفین کے مابین عقد منعقد ہو جاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں عقد کے آثار مرتب ہو جاتے ہیں، یعنی بائع پر مبیع کی حوالگی اور مشتری پر ثمن کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔)

بعض ویب سائٹس کی طرف سے قبولیت کے اظہار کے لیے نشان پر کلک کرنے کے بعد تصدیق کے لیے پیغام آتا ہے جس میں ہاں یا نہیں کا اختیار دیا جاتا ہے تو اس صورت میں ہاں کے نشان پر کلک کرنے کے بعد ہی قبول معتبر ہو گا۔ اسی طرح ویب سائٹ کی طرف سے اس کے علاوہ تصدیق کا جو بھی طریقہ مقرر ہو، اس پر عمل کیے بغیر قبول معتبر نہ ہو گا۔[14]

جدید وسائل کے ذریعے ایجاب و قبول کا حکم

ذیل میں جدید وسائل و آلات، اور ان کے ذریعے ایجاب و قبول انجام دینے کی صورتیں اور ان کے احکامات ذکر کیے جاتے ہیں:

سمعی وسائل کے ذریعے براہِ راست ایجاب و قبول

سمعی وسائل سے مراد وہ ذرائع اور آلات ہیں جن کے ذریعے فریقین ایک دوسرے کی آواز سنتے ہوں۔ عصرِ حاضر میں مشہور سمعی وسائل ٹیلیفون، وائرلیس، موبائل فون اور کمپیوٹر وغیرہ ہیں۔ موبائل فون اور دیگر آواز منتقل کرنے والے آلات کے ذریعے ایجاب و قبول ان دو دور افراد کے مابین ایجاب و قبول کی طرح ہے جو ایک دوسرے کی آواز کو سن لیتے ہوں لیکن ایک دوسرے کو نہ دیکھتے ہوں۔[15] چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ رقمطراز ہیں:

"إن كان البعد بحال يوجب التباس ما يقول كل واحد منهما لصاحبه يمنع وإلا فلا فعلى هذا الستر بينهما الذي لا يمنع الفهم والسماع

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لا يمنع."[16]

(اگر دوری ایسی ہو جو اشتباہ ثابت کرتا ہو اس کلام میں جو فریقین ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں، تو صحتِ بیع سے مانع ہو گی ورنہ نہیں۔ پس اس اصول کی رو سے اگر فریقین کے مابین ایسا پردہ حائل ہو جو بات سننے اور سمجھنے میں رکاوٹ نہ ہو تو بیع کی صحت سے مانع نہ ہو گی۔)

آلاتِ جدیدہ کے ذریعے عقد کے جواز کے متعلق شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

" و أما الهاتف (التّليفون) و الجهاز اللاسلكيّ، فالتعاقد بهما كالتّعاقد مشافهة، و إن كان أحدهما لا يرى الآخر، لأنّ ذٰلک ليس بشرط لصحة العقد."[17]

(ٹیلیفون اور وائرلیس کے ذریعے عقد کرنا بالمشافہہ عقد کی طرح ہے، اگرچہ ایک دوسرے کو نہ دیکھتے ہوں، اس لیے ایک دوسرے کو دیکھنا عقد کی صحت کے لیے شرط نہیں ہے۔)

لہٰذا فریقین کی ایک دوسرے سے دوری ایجاب وقبول کی صحت میں مانع نہیں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے کی آواز صاف اور واضح طور پر سنتے اور سمجھتے ہوں۔ کیونکہ عقد کرتے وقت فریقین کا ایک دوسرے کے سامنے ہونا اور نظر آنا شرط نہیں ہے بلکہ کلام کا سننا اور سمجھنا ضروری ہے اور موبائل فون کے ذریعے گفتگو کرنے میں بات سننے اور سمجھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس لیے ان آلات کے ذریعے عقد کرنا شرعاً جائز ہے۔ اسی طرح موبائل فون وغیرہ آلات صرف فریقین کی آواز کو ایک دوسرے تک پہنچانے کے ذرائع ہیں نہ کہ ارادہ کے اظہار کا کوئی نیا آلہ۔ نیز شریعت کی رو سے چونکہ معاملات میں عرف وعادت کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور معاملات کے میدان میں موبائل فون وغیرہ کے ذریعے عقد کرنے کا عام رواج ہے، اور عرف میں اس کی بنیاد پر مالی حقوق اور التزامات مرتّب ہوتے ہیں، اور اس عرف کے ذریعے معاملات کی انجام دہی میں آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے اور فریقین کے حقوق کو دھوکہ دہی اور فریب سے تحفّظ حاصل ہوتا ہے۔

سمعی وبصری وسائل کے ذریعے براہِ راست ایجاب وقبول

سمعی وبصری وسائل سے مراد وہ وسائل ہیں جن کے ذریعے آواز کی سماعت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا بھی جا سکتا ہو۔ اس طریقے سے عقد کرنے میں فریقین زماناً متحد اور مکاناً الگ ہوتے ہیں۔ یعنی عقد کرتے وقت فریقین ایک دوسرے کی باتیں بھی سنتے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں جبکہ دونوں ایک دوسرے سے میلوں دور الگ الگ مقامات پر ہوتے ہیں۔ یہ عقد تعاقد من المتباعدین کے حکم میں ہوتا ہے جو کہ فقہاء کرامؒ کی تصریحات کے مطابق جائز ہے۔ المغنی لابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

" ولو أقاما في المجلس و سدلا بينهما ستراً أو بنيا بينهما حاجزاً أو ناما أو قاما فمضيا جميعا ولم يتفرقا فالخيار بحاله وإن طالت المدة لعدم التفرق"[18]

(اور اگر فریقین ایک مجلس میں ہوں اور اپنے مابین پردہ لٹکایا یا درمیان میں کوئی رکاوٹ بنائی یا کھڑے ہو کر اکٹھے روانہ ہو گئے اور جدا نہ ہوئے تو خیار باقی رہے گا اگرچہ زیادہ عرصہ ہو جائے، جدائی واقع نہ ہونے کی وجہ سے۔)

اس عبارت کے مطابق فریقین کا ایک دوسرے سے پردے یا کسی رکاوٹ کے حائل ہونے کی وجہ سے غائب ہونے کے باوجود عقد بیع کرنا جائز ہے تو ایسے طریقے سے عقد کرنا بطریقِ اولیٰ جائز ہو گا جو ایک دوسرے کی آواز سننے کے ساتھ ساتھ حرکات وسکنات کا مشاہدہ بھی کر رہے ہوں۔ جس سے اشتباہ و التباس ہی ختم ہو جاتا ہے اور فریقین کے مابین رضامندی اور اعتماد کا یقین پختہ ہو جاتا ہے، اور مالی عقود کا بنیادی یہی ہے کہ رضا بین الفریقین ہو، غبن، دھوکہ، ظلم اور غیر کا مال باطل طریقے سے نہ کھایا جائے۔

ریکارڈ شدہ آڈیو، ویڈیو اور وائس پیغام کے ذریعے ایجاب وقبول

ریکارڈ شدہ آڈیو، ویڈیو یا وائس میسج کے ذریعے عقد کرنے میں براہِ راست گفتگو نہیں ہوتی بلکہ موجب کی رائے اور ایجاب ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ اس طریقے سے معاملہ کی دو صورتیں بنتی ہیں۔ ایک یہ کہ فریقین ایک دوسرے کے پیغام کا فوراً جواب دے رہے ہوں کہ موجِب اپنی طرف سے ایجاب بھیجے اور دوسرا اس کے پیغام کا فوراً جواب بھیج کر قبول کر لے۔ جیسا کہ وٹس ایپ چیٹ کے ذریعے ہوتا ہے تو اس کا حکم زماناً متحد اور مکاناً مختلف عقد کرنے والوں کی طرح ہو گا۔ جو ایک دوسرے کو دور سے پکار کر عقد کر رہے ہوں جو کہ جائز ہے۔[19] دوسری صورت میں براہِ راست گفتگو نہیں ہوتی بلکہ موجِب ایجاب کر کے آڈیو، ویڈیو یا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وائس پیغام بھیج کر دوسرے کی رائے اور قبول کا انتظار کرتا ہے، فریقِ ثانی میسج دیکھ کر قبول کرتا ہے تو اس معاملہ کا حکم غائبین کے درمیان تحریر یا مراسلت کے ذریعے عقد کا ہے جو کہ جائز ہے۔ چنانچہ العنایہ شرح الهدایہ میں ہے:

" (والكتاب كالخطاب) إذا كتب أما بعد فقد بعتك عبدي فلانا بألف درهم أو قال لرسوله بعت هذا من فلان الغائب بألف درهم فاذهب فأخبره بذلك فوصل الكتاب إلى المكتوب إليه وأخبر الرسول المرسل إليه فقال في مجلس بلوغ الكتاب والرسالة اشتريت أو قبلت تم البيع بينهما. لأن الكتاب من الغائب كالخطاب من الحاضر. "[20]

(تحریر کے ذریعے عقد بالمشافہہ عقد کی طرح ہے) جب اس نے لکھا کہ امابعد تحقیق میں نے اپنا فلاں غلام آپ کو ہزار درہم کے بدلے بیچا یا اپنے قاصد کو کہا کہ میں نے یہ فلاں غائب شخص کو ہزار درہم کے بدلے بیچا۔ پس جا کر اس کی خبر اس کو دو، خط مکتوب الیہ کو پہنچا اور قاصد نے مرسل الیہ کو خبر دی، تو اس نے خط یا قاصد پہنچنے کی مجلس میں کہا: میں نے خرید لیا یا قبول کیا تو بیع ان کے درمیان تام ہوگئی، اس لیے کہ غائب کی طرف سے خط حاضر کی طرف سے خطاب کے مثل ہے۔)

تحریری وسائل کے ذریعے ایجاب وقبول

ارادہ کی تعبیر کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کتابت اور تحریر ہے، اور فقہاءِ کرامؒ کا خط وکتابت کے ذریعے معاملات کے جواز پر اتفاق ہے۔ کیونکہ تحریر کے ذریعے عقد حاضر شخص کے عقد کے مثل ہے۔ چنانچہ امام سرخسیؒ رقمطراز ہیں:

"لأن الكتاب ممّن نأى كالخطاب ممّن دنا فإن الكتاب له حروف ومفهوم يؤدي عن معنى معلوم فهو بمنزلة الخطاب من الحاضر."[21]

(دور شخص کا خط وکتابت قریب شخص کے خطاب کی طرح ہے، اس لیے کہ تحریر حروف اور مفہوم رکھتا ہے جو معنیٰ معلوم ادا کرتا ہے، تو یہ حاضر کی طرف سے خطاب کی طرح ہے۔)

ٹیلی گراف، فیکس، ٹیکسٹ میسج، اور ای میل وغیرہ تحریری ایجاب وقبول کو قاصد اور خط وکتابت کے ذریعے ایجاب وقبول پر قیاس کیا جائے گا۔ دونوں کے احکامات ایک جیسے ہیں۔ چنانچہ المعاییر الشرعیہ میں ہے:

"إبرام العقد باستخدام المحادثة الكتابية أو بالبريد الإلكتروني أو عبر الموقع على الشبكة يأخذ أحكام التعاقد بين غائبين، مثل التعاقد عن طريق الرسالة۔"[22]

(تحریری گفتگو، ای میل، آن لائن یا ویب سائٹ کے ذریعے عقد کرنے کے وہی احکامات ہوں گے جو دو غیر حاضر افراد کے عقد کرنے کے ہوتے ہیں، مثال کے طور پر خط وکتابت کے ذریعے عقد کرنا۔)

آن لائن خط وکتابت کے ذریعے عقد کرنے میں شرط یہ ہے کہ لکھائی واضح اور صاف ہو تاکہ اس کی مراد ومقصود سمجھ آسکے، مرسِل اور مرسَل الیہ کا نام مذکور ہو، دستخط اور مہر وغیرہ ثبت ہوں۔ اگر کتابت واضح نہ ہو، مکالمہ کے وقت بجلی منقطع ہو کر انٹرنیٹ کام کرنا بند کردے تو عقد درست نہ ہوگا۔[23]

الکٹرانک دستخط اور اس کا حکم

کتابت اثبات کا ایک اہم ذریعہ ہے خواہ وہ روایتی طریقے سے ہو یا کمپوزنگ کے طریقے سے لیکن کمپوز شدہ تحریر روایتی طریقے سے لکھی گئی تحریر کی طرح نہیں ہوتی۔ کیونکہ ساری کمپوز شدہ تحریریں ایک جیسی ہوتی ہیں، اور روایتی طریقے سے لکھی گئی تحریروں میں ہر لکھنے والے کی لکھائی دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے کمپوز شدہ تحریر کی تمیز اور توثیق کا کوئی طریقہ ہونا ضروری ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک طریقہ الکٹرانک دستخط کا ہے۔

دستخط ایک الگ شخصی علامت ہوتی ہے جو لکھائی، اشارے یا انگوٹھے کے ٹھپہ یا ان کے علاوہ وثیقہ کے التزام اور اسے تسلیم کر لینے پر دلالت کرنے والے ذرائع سے ہوتی ہے۔ عصرِ حاضر میں آن لائن تجارت میں اپنی تحریر کی شناخت کا ایک طریقہ الکٹرانک دستخط کا ہے۔ الکٹرانک دستخط وہ خفیہ کوڈ ہوتا ہے جو کمپوز کرنے والا الکٹرانک ڈیوائس (موبائل، کمپیوٹر وغیرہ) کے ذریعے بناتا ہے اور وہ کوڈ حروف، اعداد، اشارات یا علامات پر مشتمل ہوتا ہے جو لکھنے والے کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور دستخط کنندہ کی تحریر کی شناخت ہوتی ہے اور مجاز اتھارٹی کے ذریعے منظور شدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ "التّوقيع الإلكترونى و حجيّته فى الإثبات" میں ہے:

"حروف أو أرقام، أو رموز، أو إشارات، لها طابع منفرد، تسمح بتحديد شخصية صاحب التوقيع، و تميزه عن غيره، و يتم اعتماده من

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

الجهة المختصة."[24]

(حروف، اعداد، علامات، یا نشانات جن کا ایک منفرد انداز ہوتا ہے، جس سے دستخط کرنے والے کی شناخت کی جاسکتی ہے، اسے دوسروں سے ممتاز کرتا ہے، اور وہ مجاز اتھارٹی کے ذریعہ منظور شدہ ہوتا ہے۔)

الکٹرانک دستخط صاحبِ دستخط کی رضامندی پر دلالت کرتا ہے، اس کی تحریر کی توثیق کرتا ہے۔ استحقاق والتزام میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ الکٹرانک کاروبار میں یہ دستخط متعارف ہو چکا ہے، اور تاجروں کے معاملات میں معروف امر مشروط کی طرح ہوتی ہے۔

آن لائن تجارت میں مجلس عقد

بیع کی صحت کے لیے ایجاب وقبول میں اتّصال ضروری ہے اور اس اتصال کی دو صورتیں ہیں:

1. دونوں فریق ایک ہی مجلس میں ہوں اور ایک فریق کے ایجاب کے فوراً بعد بلا کسی تاخیر کے دوسرا فریق قبول کرلے۔
2. فریقین مجلسِ عقد میں موجود نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے سے غائب ہوں تو ان کے درمیان اتصال کی صورت یہ ہے کہ جب دوسرے غائب فریق کو ایجاب خط یا کسی اور ذریعے سے موصول ہو جائے تو وہ اسی وقت قبول کر کے زبانی یا تحریری قبول کرلے۔ جیسا کہ علامہ ابنِ نجیمؒ لکھتے ہیں:

" والكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة وصورة الكتاب أن يكتب أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا فلما بلغه الكتاب قال في مجلسه ذلك اشتريت تم البيع بينهما وصورة الإرسال أن يرسل رسولا فيقول البائع بعت هذا من فلان الغائب بألف درهم فاذهب يا فلان فقل له فذهب الرسول فأخبره بما قال فقبل المشتري في مجلسه ذلك. "[25]

(خط وکتابت بھی خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح پیغام بھیجنا بھی، حتیٰ کہ خط کے پہنچنے اور پیغام رسانی کی مجلس کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور خط وکتابت کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص خط لکھے: امابعد! میں نے اپنا فلاں غلام آپ کو اتنے میں بیچ دیا، پس جب اس کو خط پہنچا، اس نے اسی مجلس میں کہا: میں نے خریدا تو بیع تام ہو گئی، اور پیغام بھیجنے کی صورت یہ ہے کہ بائع کسی قاصد کو بھیج کر یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں غائب شخص کے ہاتھ یہ ایک ہزار درہم کے بدلے بیچ دیا۔ لہٰذا تم جاؤ اور اس کو بتاؤ۔ پس قاصد جاکر اس کو خبر سنادے اور خریدار اسی مجلس میں قبول کرلے۔)

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ایجاب وقبول میں اتصال ضروری ہے، لیکن اس کا مطلب فریقین کا ایک ہی جگہ حسّی طور پر موجود ہونا نہیں بلکہ زمانہ کے اعتبار سے متّحد ہونا ضروری ہے۔ یعنی وہ زمانہ اور وقت مراد ہے جس میں فریقین کے مابین بیع وشراء کے متعلق گفتگو چل رہی ہو۔ لہٰذا آن لائن تجارت میں بھی چونکہ فریقین ایک ہی مقام پر نہیں ہوتے بلکہ ایک دوسرے سے دور اور غائب ہوتے ہیں۔ اس لیے جن صورتوں میں بیع وشراء براہ راست بات چیت کے ذریعے ہو رہی ہوتی ہے، ان پر بالمشافہہ ایجاب وقبول کے احکام جاری ہوں گے اور جن صورتوں میں خط وکتابت یا بلاواسطہ گفتگو ہو رہی ہو، ان پر قاصد اور کتابت کے احکام جاری ہوں گے۔ ذیل میں آن لائن تجارت میں مجلسِ عقد کی مختلف صورتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے:

سمعی اور سمعی وبصری وسائل کے ذریعے ایجاب وقبول میں مجلسِ عقد کا حکم

عقد کی صحت کے لیے ایجاب کے متصل بعد اسی مجلس میں قبول کا پایا جانا ضروری ہے اور مجلس سے مراد ایک جگہ اور مکان نہیں بلکہ وہ زمانہ ہے جس میں فریقین کے مابین عقد کے متعلق گفتگو جاری ہو، اگرچہ فریقین الگ الگ مقامات پر ایک دوسرے سے غائب ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالرزاق السنہوریؒ لکھتے ہیں:

"و مجلس العقد هو المكان الذى يضمّ المتعاقدين، و ليس الملحوظ فيه المعنى المدى للمكان، بل الملحوظ فيه هو الوقت الذى يبقى فيه المتعاقدين منشغلين بالتعاقد دون أن يصرفهما عن ذلک شاغلٌ آخر."[26]

(مجلسِ عقد سے مراد وہ مکان ہے جو متعاقدین کو جمع کرے، لیکن اس میں مکان کا مادی معنیٰ ملحوظ نہیں ہے، بلکہ وہ وقت ملحوظ ہے جس میں متعاقدین عقد کرنے میں اس طرح مشغول ہوں کہ کوئی اور مشغولیت ان کو اس سے نہ پھیرے۔)

اس تعریف کی بناء پر سمعی اور سمعی وبصری دونوں قسم کے وسائل کے واسطے سے براہِ راست ایجاب وقبول میں چونکہ فریقین ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کے درمیان مجلسِ عقد دونوں میں عقد کے متعلق جاری گفتگو کا زمانہ ہوتا ہے۔ لہٰذا جب تک فریقین عقد کے متعلق گفتگو جاری رکھیں گے اور عقد سے اعراض پر دلالت کرنے والا کوئی قول یا عمل درمیان میں نہ کریں تو مجلسِ عقد برقرار اور متّحد سمجھا جائے گا۔[27] اس لیے اگر ایک کے ایجاب کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بعد دوسرے نے قبول کرلیا اور رابطہ منقطع ہوا تو بیع تام سمجھی جائے گی۔ لیکن اگر گفتگو کرتے وقت فریقین کے مابین رابطہ منقطع ہو گیا یا ایجاب و قبول کے درمیان فصل زیادہ آ گیا یا عقد سے اعراض پر دلالت کرنے والا کوئی قول یا عمل پایا گیا تو مجلس متحد تصور نہیں کیا جائے گا بلکہ ایجاب باطل ہو گیا ایجاب کے ساتھ قبول کو متّصل مان کر عقد صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر فریق ثانی عقد کرنا چاہتا ہو تو اس کا کلام ایجاب تصوّر ہو گا اور اس کے لیے قبول ضروری ہو گا اور فریقِ اول جس نے پہلے ایجاب کیا تھا۔ چونکہ رابطہ منقطع ہونے یا فصل آنے کی وجہ سے اس کا ایجاب باطل ہو گیا تھا۔ اس لیے اس کی طرف سے دوبارہ کلام قبول تصوّر ہو گا۔

سمعی و بصری وسائل کے ذریعے براہِ راست عقد کرنے میں چونکہ فریقین ایک دوسرے کی گفتگو سننے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے اعراض عن العقد پر دلالت کرنے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ اگر عقد سے اعراض پر دلالت کرنے والا عمل بھی پایا گیا جیسا کہ بات کرتے ہوئے ایک فریق مجلس کو چھوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا جائے تو مجلس منقطع سمجھا جائے گا۔[28] البتہ اگر معاملہ کے متعلق ہی کسی چیز یا کاغذ لانے کے لیے چلا جائے تو پھر مجلس برقرار سمجھا جائے گا اور عقد درست ہو گا۔

ریکارڈ شدہ آڈیو، ویڈیو یا وائس میسج کے ذریعے عقد کرنے کا حکم عقد بالکتابہ کی طرح ہے جس کی تفصیل عقد بالکتابہ کے ضمن میں ذکر کیا جائے گا۔

تحریری وسائل کے ذریعے ایجاب و قبول میں مجلسِ عقد کا حکم

تحریری وسائل کے ذریعے ایجاب و قبول دو غائب افراد کے مابین عقد ہے۔ جس میں مجلسِ عقد دوسرے فریق کو مراسلہ پہنچنے کا وقت ہے۔ لہٰذا آلاتِ جدیدہ کے ذریعے تحریری عقد کرنے کی صورت میں موجِب نے آن لائن مراسلہ بھیج کر ایجاب کیا۔ مکتوب الیہ کو مراسلہ موصول ہونے کے بعد جب تک مجلس قائم رہے گا، اس کو قبول یا رد کا اختیار حاصل ہو گا۔ یہ ایسا سمجھا جائے گا گویا خود مرسِل نے حاضر ہو کر ایجاب کر دیا۔ پس مراسلہ موصول ہونے کے وقت اس کو پڑھ کر سمجھ لیا اور اسی مجلس میں کہا: "میں نے قبول کیا" تو بیع منعقد ہو جائے گی۔[29] لیکن اگر مکتوب الیہ کی طرف سے ایسی کوئی بات صادر ہو جائے جو اعراض عن القبول پر صراحتاً یا عرفاً دلالت کرتی ہو تو بیع منعقد نہیں ہو گی۔ اسی طرح ایجاب صرف مکتوب الیہ کو مراسلہ بھیجنا نہیں بلکہ اس کو موصول ہونا اور اس کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر مکتوب الیہ کو ایجاب کا مراسلہ موصول ہو جائے اور دیکھنے کے بعد وہ اسی مجلس میں قبول نہ کرے بلکہ کسی دوسری مجلس میں قبول کرلے تو اس صورت میں بیع منعقد ہونے کے بارے میں معاصر علماء کی دو رائے ہیں:

1. ایک رائے یہ ہے کہ جس مجلس میں مراسلہ موصول ہو گیا اور اس کو پڑھا گیا لیکن قبول نہیں کیا گیا۔ پھر دوسری مجلس میں قبول کرلیا گیا تو بیع منعقد نہیں ہو گی۔ بلکہ ایجاب باطل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ خط و کتابت میں مجلس عقد مراسلہ موصول ہونے کی مجلس ہوتی ہے۔ اور جب مجلسِ عقد میں قبول نہیں کیا گیا تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے۔ یہ رائے اکثر متقدّمین فقہاء اور معاصر علماء میں شیخ محمد ابو زہرہ[30] اور ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ وغیرہ کا ہے۔[31]
2. دوسری رائے یہ ہے کہ مکتوب الیہ نے مراسلہ موصول ہونے اور پڑھنے کے بعد اسی مجلس میں قبول نہیں کیا بلکہ دوسری مجلس میں پڑھنے کے بعد قبول کیا تو اس صورت میں بیع درست ہے۔ کیونکہ بعض اوقات آدمی کسی اور کام کے لیے جلدی نکلنے میں ہوتا ہے یا اسی وقت فیصلہ نہیں کر سکتا بلکہ غور و فکر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ دوسری مجلس میں فیصلہ کرنے کے بعد قبول کرتا ہے۔ اس رائے کے قائلین شیخ الاسلام خواہر زادہؒ کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں جو علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں نقل کیا ہے:

"الكتاب والخطاب سواء إلا في فصل واحد، وهو أنه لو كان حاضرا فخاطبها بالنكاح، فلم تجب في مجلس الخطاب، ثم أجابت في مجلس آخر، فإن النكاح لا يصح وفي الكتاب إذا بلغها وقرأت الكتاب ولم تزوج نفسها منه في المجلس الذي قرأت الكتاب فيه، ثم زوجت نفسها في مجلس آخر بين يدي الشهود، وقد سمعوا كلامها وما في الكتاب يصح النكاح؛ لأن الغائب إنما صار خاطبا لها بالكتاب والكتاب باق في المجلس الثاني فصار بقاء الكتاب في مجلسه وقد سمع الشهود ما فيه في المجلس الثاني بمنزلة ما لو تكرر الخطاب من الحاضر في مجلس آخر فأما إذا كان حاضرا فإنما صار خاطبا لها بالكلام، وما وجد من الكلام لا يبقى إلى المجلس الثاني وإنما سمع الشهود في المجلس الثاني أحد شطري العقد.اهـ "[32]

(خط و کتابت اور خطاب دونوں برابر ہیں سوائے ایک صورت کے، اور وہ یہ کہ اگر ایک شخص حاضر تھا اور اس نے عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا، پس اس نے مجلس میں قبول نہیں کیا، پھر کسی اور مجلس میں قبول کیا تو نکاح درست نہیں ہوا۔ لیکن خط و کتابت کی صورت میں اگر عورت کو خط پہنچا، اس نے پڑھا، لیکن اسی خط

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پڑھنے والی مجلس میں اپنا نکاح اس کے ساتھ نہیں کیا، پھر دوسری مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں اپنا نکاح اس شخص سے کرلیا، اور گواہوں نے اس کا کلام اور خط کا مضمون سنا تو نکاح صحیح ہوگا، اس لیے کہ غائب شخص عورت کے ساتھ خط کے ذریعے مخاطب ہوا اور خط دوسری مجلس میں بھی باقی ہے تو خط دوسری مجلس تک باقی رہنا اور گواہوں کا خط کے مضمون کو دوسری مجلس میں سننا ایسا ہے جیسا حاضر شخص دوسری مجلس میں خطاب دہرائے۔ لیکن اگر یہ شخص حاضر تھا تو یہ اپنے کلام کے ذریعے خطاب کرنے والا ہے، اور یہ کلام دوسری مجلس تک باقی نہیں رہتا، اور یقیناً گواہوں نے دوسری مجلس میں عقد کا ایک حصہ سن لیا ہے۔)

اس عبارت کی رو سے یہ بات واضح ہوئی کہ خط و کتابت اور خطاب اگرچہ اکثر مسائل میں ایک جیسے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک فرق ہے کہ خطاب کی صورت میں اسی مجلس میں قبول ضروری ہے لیکن خط و کتابت میں دوسری مجلس میں بھی قبول کرنے کی گنجائش ہے۔ کیونکہ بالمشافہہ عقد کرنے میں ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول کا وقوع اور تاخیر یا اعراض کی وجہ سے ایجاب باطل ہونے کی صورت میں ایجاب و قبول کی تجدید آسان ہے۔ لیکن غائب فریقین کے مابین تحریری طور پر ایجاب و قبول کا ایک ہی مجلس میں صدور پر مطلع ہونا مشکل ہے۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی بھی اسی رائے پر بحث کرتے ہوئے عصرِ حاضر کے لحاظ سے راجح قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"و إن هذا الموقف هو الأسلم، و خاصةً بالنظر إلى طريق تعامل الناس فى الظروف الحاضرة۔ فإن الكتاب فى الأزمنة القديمة إنما كان يحمله شخص يأتى به الى المكتوب إليه، وكان المفروض فى غالب الأحيان أن يتلقى منه جواباً سلبياً أو إيجابياً، و يوصله الى الموجب۔ أما فى عصرنا، ربما يرسل عن طريق البريد، أو التلكس أو الفاكس، و ليس هناك من يحمله و ينتظر الجواب فى مجلس وصوله۔ و لذا فموقف شيخ الإسلام خواهر زاده هو الموقف العملى اليوم۔ و ما دام أنه لايصادم نصاً من القرآن و السنة، فلا بأس بالأخذ به فى الظروف الحاضرة۔"[33]

(اور یہ موقف ہی اسلم ہے خصوصاً عصرِ حاضر میں لوگوں کے تعامل کے طریقے کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کیونکہ زمانہ قدیم میں ایک شخص مکتوب الیہ کے پاس خط لے کر جاتا اور اس کو پہنچاتا تھا، اور اکثر اوقات اس کا ایجابی یا سلبی جواب لے کر خط لکھنے والے کو دیتا تھا؛ لیکن ہمارے زمانہ میں خط پوسٹ، ٹیلکس یا فیکس کے ذریعے بھیجا جاتا ہے، اور یہاں ان صورتوں میں کوئی اس خط کو لیجانے والا نہیں ہوتا، جو مجلس میں ہی جواب کا انتظار کرکے واپس لیتا آئے، اسی لیے شیخ الاسلام خواہر زادہؒ کا موقف ہی عملی موقف ہے، اور جب تک وہ قرآن و سنت کے کسی نص سے متصادم نہ ہو، تو حالاتِ حاضرہ میں اس کو اختیار کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔)

شیخ علی الخفیف بھی اسی رائے کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وفي رأيي أن عقد البيع وغيره من عقود المال أولى بهذا الحكم من عقد النكاح، إذ يُتساهل في عقد البيع ونحوه بما لا يُتساهل به في عقد النكاح ، وعلى ذلك يجوز لمن أرسل إليه الإيجاب بالكتاب إذا قرأه فلم يقبله في أول مجلس أن يقرأه في مجلس آخر ، ثم يقبل ، ويكون مجلس العقد مجلس كل قراءة."[34]

(میری رائے میں عقدِ بیع وغیرہ مالی عقود نکاح کے مقابلہ میں اس حکم کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں، اس لیے کہ عقدِ بیع وغیرہ میں ان چیزوں کی چھوٹ ہوتی ہے جن کی عقدِ نکاح میں نہیں ہوتی، اسی بناء پر جس شخص کو ایجاب خط کے ذریعے بھیجا گیا ہو جب اس کو پڑھے اور اسی مجلس میں قبول نہ کرے، اس کے لیے جائز ہے کہ دوسری مجلس میں پڑھ کر قبول کرلے، اور ہر بار پڑھنے کی مجلس ہی مجلسِ عقد ہوگی۔)

شیخ ابراہیم کافی دونمر[35] اور مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔[36] شیخ ابراہیم کافی دونمر اور مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ متقدّمین کی رائے اصولی احتیاط پر مبنی ہے، جبکہ معاصرین کی ترجیح عملی ضرورت اور عرفِ جدید کے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ عصرِ حاضر میں ای میل، آن لائن پیغام رسانی اور تحریری الیکٹرانک معاہدات میں دوسری رائے عملی اور راجح معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کا مدار مطلق تاخیر کی اجازت پر نہ ہوگا بلکہ عرف، قرائن اور ایجاب کے استمرار پر ہوگا۔

طویل مدّت تک مکتوب الیہ کا سکوت اور جواب نہ دینا

مکتوب الیہ کو مراسلہ پہنچنے کے بعد دوسری مجلس میں بھی قبول کا اختیار حاصل ہے تو جب مکتوب الیہ نے مراسلہ پڑھ کر اسی مجلس میں قبول نہیں کیا اور مراسلہ اپنے پاس محفوظ کرلیا تو جب تک وہ مراسلہ اس کے پاس موجود ہے، اس کو قبول کا اختیار حاصل ہوگا۔ لیکن اس میں ایجاب کنندہ کے لیے حرج ہے کہ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مکتوب الیہ نے قبول کیا ہے یا نہیں؟ اور وہ اس چیز کو آگے نہ بیچنے کا پابند ہو گا تو اس صورت میں مکتوب الیہ کی طرف سے طویل مدت تک خاموشی اختیار کرنے سے ایجاب ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ علامہ قرافیؒ لکھتے ہیں:

"وأما القسم الثاني الذي هو جزء السبب فهذا لا يجوز تأخيره كالقبول بعد الإيجاب في البيع والهبة والإجارة فلا يجوز تأخير هذا القسم إلى ما يدل على الإعراض منهما عن العقد لئلا يؤدي إلى التشاجر والخصومات بإنشاء عقد آخر"[37]

(دوسری قسم وہ جو سبب کا جز وہو تو اس کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے جیسے بیع، ہبہ، اجارہ میں ایجاب کے بعد قبول کرنے کو اتنی مدت تک مؤخر کرنا جائز نہیں کہ عقد سے اعراض پر دلالت کرے، تاکہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ عقد کرنے کی صورت میں نزاع کا اندیشہ نہ ہو۔)

طویل اور قصیر مدت کی پہچان کا معیار کیا ہو گا؟ تو مبیع کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے قبول کے لیے مدت مقرر کی جائے گی کہ جو چیزیں جلدی خراب ہو جاتی ہیں جیسے گوشت، سبزی، تازہ میوے وغیرہ تو ان کے لیے مدت کم اور دوسری چیزوں کے لیے نسبتاً مدت زیادہ مقرر ہو گی جس میں عموماً وہ چیزیں خریدی جاتی ہوں۔ لہٰذا ہر مبیع میں اس کے تاجروں کے مابین رائج عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔[38] عرف پر اس مسئلے کا مدار ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ اس طرح کے مسائل کے حل کے لیے عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ شمس الدین مقدسی حنبلیؒ لکھتے ہیں:

"والمرجع في التفرق إلى عرف الناس وعاداتهم لان الشارع علق عليه حكما ولم يبينه فدل على انه أراد ما يعرفه الناس كالقبض والاحراز."[39]

(عاقدین کے جدا ہونے میں مرجع لوگوں کا عرف وعادت ہے۔ کیونکہ شارع نے عرف پر حکم کو معلق کیا ہے حالانکہ اس کی وضاحت نہیں کی ہے۔ پس دلالت کرتا ہے کہ شارع کا مقصد اس سے وہ چیز ہے جو لوگوں میں معروف ہو، جس طرح قبض واحراز میں عرف کا لحاظ کیا جاتا ہے۔)

احمد بن محمدؒ نے حاشیۃ الطحطاوی علی الدرّ المختار[40] میں اور علامہ نوویؒ نے روضۃ الطالبین[41] میں یہی رائے ذکر کی ہے۔ علامہ زرکشیؒ نے شرح الزرکشی[42] میں بھی یہی حکم ذکر کیا ہے۔

ایجابِ موقت

اس معاملے میں موجِب کو حرج سے نکلنے کے لیے ایجاب کسی خاص مدت کے ساتھ موقّت کرنا چاہیے تاکہ اگر فریقِ ثانی مقررہ مدت تک سکوت کر کے قبول نہ کرے تو موجِب اس کو آگے کسی اور کو بیچنے میں آزاد ہو۔ اس کو "ایجابِ موقّت" کہا جا سکتا ہے۔ فقہی ذخیرہ میں اس مسئلے کا صراحۃً ذکر نہیں ملتا۔ البتہ فتاویٰ ہندیہ کے مذکورہ جزئیہ سے استیناس کیا جا سکتا ہے:

"رجل قال لآخر اذهب بهذه السلعة و انظر إليها اليوم فإن رضيتها فهي لك بألف درهم فذهب بها جاز و كذا لو قال إن رضيتها اليوم فهي لك بألف درهم جاز و هي بمنزلة قوله بعت منك هذا العبد بألف درهم على أنك بالخيار اليوم كذا في فتاوى قاضي خان و هذا استحسان أخذ به علماؤنا الثلاثة كذا في الذخيرة."[43]

(ایک شخص نے دوسرے سے کہا: یہ سامان لے جاؤ اور آج اس کو اچھی طرح دیکھ لو، اگر پسند آیا تو ہزار درہم میں آپ کا ہو گیا، پس وہ لے گیا تو جائز ہے، اور اسی طرح اگر کہا: اگر آج آپ کو پسند آیا تو ہزار درہم میں آپ کا ہو گیا تو جائز ہے۔ اور یہ بمنزلہ اس قول کے ہے: میں نے آپ کو یہ غلام ہزار درہم میں بیچ دیا اور آپ کو آج کے دن خیار ہے۔ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور یہ استحسان ہے، اسی کو ہمارے علماءِ ثلاثہ نے اختیار کیا ہے۔)

ایجاب کو موقّت کرنے کی وجہ سے فریق ثانی کو اس مجلس کے علاوہ مقررہ مدت کے اندر دوسری مجلس میں بھی قبول کا اختیار حاصل ہو گا۔ لیکن موجِب سے مقررہ مدت تک ایجاب سے رجوع کرنے کا اختیار سلب نہیں ہوتا۔[44] البتہ اس کو اپنے ایجاب پر بلا کسی عذر کے دیانۃً برقرار رہنا چاہیے۔

ایجاب وقبول کی تکمیل

عقدِ بیع کی صحت کے لیے ایجاب وقبول کا تام ہونا ضروری ہے۔ بالمشافہہ اور جدید آلات کے ذریعے زبانی ایجاب وقبول کے تام ہونے کا علم آسان ہے۔ جبکہ تحریری طور پر عقد کرنے والوں کے مابین قبول کے تام ہونے کا علم مشکل ہے۔ اس معاملے میں فریق ثانی کو مراسلہ موصول ہونے کی صورت میں قبول کے تامّ ہونے کے متعلق انسانی قوانین میں چار نظریات پائے جاتے ہیں:

1. **نظریہ اعلانِ قبول:** جس مجلس میں موجِب کا مراسلہ موصول ہو جائے۔ اسی مجلس میں قبول کا اعلان کرنے سے عقد تام ہو جائے گا۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.2.2026

2. **نظریہ تصدیر قبول:** محض اعلان کرنے سے قبول تامّ نہ ہو گا۔ جب تک قبول کا اظہار خط، ای میل یا اپنے قاصد کے ذریعے اس طور پر موجب کو بھیج دے کہ اس سے رجوع ممکن نہ ہو۔
3. **نظریہ استلام قبول:** محض قبول کا مراسلہ بھیجنے سے قبول تامّ نہ ہو گا بلکہ موجب کے پاس مراسلہ یا قاصد کا پہنچنا ضروری ہے۔
4. **نظریہ علم بالقبول:** محض موجِب کے پاس مراسلہ یا قاصد کے پہنچنے سے قبول تامّ نہ ہو گا بلکہ موجِب کا اس کو پڑھنے اور سمجھنے یا قاصد کے خبر دینے سے قبول تامّ ہو گا۔[45]

عام کتبِ فقہ کی عبارات سے اعلانِ قبول کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ مجلسِ عقد میں محض اعلانِ قبول سے عقد تام ہو جائے گا۔ جیسا کہ بدر الدین عینیؒ نے صراحت کی ہے:

"وصورة الكتابة أن يكتب إلى رجل: أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا، فلما بلغه الكتاب وقرأ و فهم ما فيه، و قبل في المجلس صح البيع."[46]

(کتابت کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو خط لکھے، کہ میں نے اپنا فلاں غلام آپ کو اتنے میں بیچ دیا، جب خط اس کے پاس پہنچے اور وہ اس کو پڑھ کر سمجھنے کے بعد قبول کرلے تو بیع صحیح ہے۔)

لیکن عصرِ حاضر کے معاملات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے فقہاءِ کرامؒ کی رائے سے نظریہ علم بالقبول کی تائید ملتی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبد الرزاق السنہوریؒ رقمطراز ہیں:

"و نقول ان منطق القاعدة التى تقول بوجوب سماع الموجب القبول فى التعاقد بين حاضرين تقتضى القول بوجوب علم الموجب بالقبول فى التعاقد بين غائبين. و السماع فى حالة حضور الموجب يقابله العلم فى حالة غيابه."[47]

(اور ہم کہتے ہیں کہ اس قاعدے کی منطق جو کہتا ہے کہ دو حاضر افراد کے مابین معاملے میں موجِب کا قبول کو سننا لازم ہے، یہی قاعدہ غائبین کے مابین معاملہ میں بھی موجِب کا علم بالقبول کے قول کا تقاضہ کرتا ہے۔ موجِب کے حاضر ہونے کی حالت میں سماع، اس کے غائب ہونے کی حالت میں علم کے مقابل ہے۔)

جدید ذرائع ابلاغ و اتصال کی ترقی کی بدولت معاملات میں پیچیدگی اور موجِب کو پریشانی سے محفوظ کرنے کے پیشِ نظر شیخ وھبہ زحیلیؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔[48] شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی کے نزدیک خط موصول ہونے کی مجلس میں محض قبول کر لینے سے عقد کے تام ہونے کا قول دیانت پر موقوف ہے اور مکتوب الیہ کے حق میں عقد لازم ہو گیا۔ لیکن موجِب کے حق میں عقد اس وقت قضاءً لازم ہو گا جب خط اس کو موصول ہو جائے اور قبول کا علم ہو جائے۔[49]

آن لائن تجارت میں فریقین کا اپنی رائے پہنچانے میں چونکہ کوئی دقّت نہیں ہے اور سہولت سے دوسرے فریق کو اپنی رائے سے مطلع کیا جا سکتا ہے۔ منٹوں میں بٹن دبانے اور کلک کرنے سے ایجاب و قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے عقد کے تام ہونے کے لیے موجِب کو قبول کے علم کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر تحقیق میں عصرِ حاضر کی تیز رفتار تکنیکی ترقی کے تناظر میں آن لائن تجارتی معاملات میں ایجاب و قبول کی حقیقت، اس کے شرعی اور فقہی اصول، جدید ذرائع اور ان کے احکام کا فقہی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

- بیع اور تمام تجارتی عقود میں ایجاب و قبول بنیادی رکن ہیں، جن کے بغیر عقد کا وجود ممکن نہیں۔
- احناف کے نزدیک عقدِ بیع میں اصل رکن ایجاب و قبول ہی ہیں جبکہ جمہور کے نزدیک عاقدین اور معقود علیہ بھی ارکان میں شامل ہیں۔
- آن لائن تجارت میں ایجاب و قبول بنیادی دو طریقوں سے انجام دیا جاتا ہے؛ صوتی اور تحریری۔
- صوتی طریقہ یعنی فون یا ویڈیو کال کے ذریعے ہونے والا عقد بالمشافہہ عقد کے حکم میں ہے، اگرچہ فریقین ایک دوسرے سے دور ہوں۔
- تحریری طریقہ یعنی ای میل، میسج، ویب سائٹ اور کلک کے ذریعے عقد، خط و کتابت کے ذریعے عقد کے حکم میں ہے۔
- ویب سائٹ پر اشیاء کی نمائش اور قیمت کا اعلان اگر صرف ترغیب ہو تو دعوتِ بیع ہے، اور اگر عرفاً حتمی ہو تو ایجاب شمار ہو گا۔

- ویب سائٹ پر خریدار کو اپنی مطلوبہ چیز پر کلک کرنا، پاس ورڈ درج کرنا عرف میں قبول کے قائم مقام ہے اور عقد کو مکمل کرتا ہے۔
- جدید سمعی وبصری وسائل جیسے موبائل فون وغیرہ کے ذریعے شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے عقد کرنا عرف ہونے کے سبب جائز ہے۔
- جدید طریقہ تحریر سے ایجاب وقبول کو قاصد اور خط وکتابت پر قیاس کیا جائے گا۔ بشر طیکہ لکھائی صاف ہو، نام، دستخط اور مہر ثبت ہو۔
- آن لائن تجارت میں الکٹرانک دستخط تحریر کی شناخت اور توثیق کی معتبر علامت ہے، اس لیے ڈیجیٹل عقد میں اس کا ہونا ضروری ہے۔
- الیکٹرانک تحریری عقد میں مراسلہ ملنے کے بعد مکتوب الیہ کو قبول کا اختیار حاصل ہے، مگر طویل خاموشی سے ایجاب ساقط ہو جاتا ہے۔
- مکتوب الیہ کی طرف سے طویل تاخیر سے بچنے کے لیے موجب کے لیے ایجاب کو مدت کے ساتھ مشروط (موقت) کرنا جائز ہے۔
- آلاتِ جدیدہ کے ذریعے تحریری معاملہ کرتے ہوئے عقد اس وقت تام ہو گا جب موجب کو دوسرے فریق کے قبول کا علم ہو جائے۔

مصادر و مراجع

---

[1] "ما يقوم به ذلك الشيء من التقوم إذ قوام الشيء بركنه لا من القيام وإلا يلزم أن يكون الفاعل ركنا للفعل والجسم ركنا للعرض والموصوف للصفة وقيل ركن الشيء ما يتم به وهو داخل فيه بخلاف شرطه وهو خارج عنه۔" (الجرجاني، علي بن محمد، التعريفات، بيروت؛ دار الكتاب العربي، 49/1)

[2] (المادة 168) الإيجاب والقبول في البيع عبارة عن كل لفظين مستعملين لإنشاء البيع في عرف البلد والقوم. (لجنة مكونة من عدة فقهاء في الخلافة العثمانية، مجلة الأحكام العدلية، كراتشي؛ نور محمد كارخانه تجارت كتب، 35/1)

[3] الحطاب، الطرابلسي، محمد بن محمد، أبو عبد الله، شمس الدين (متوفى : 954ھ) ، مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل، بيروت؛ دار عالم الكتب، 13/6

[4] السيواسي، محمد بن عبد الواحد، كمال الدين، (متوفى : 681ھ) ، شرح فتح القدير، بيروت؛ دار الفكر، 248/6

[5] الزرقاء، احمد، مصطفیٰ، المدخل الفقهي العام، دمشق؛ دار القلم، 411/1

[6] الابرهيم، محمد عقلة، الدكتور، اجراء العقود بوسائل الاتصال االحديثة، الاردن؛ دار الضياء للنشر و التوزيع، ص: 33

[7] النووي، يحيى بن شرف، أبو زكريا محيي الدين (المتوفى : 676ھ) ، المجموع شرح المهذّب، موقع يعسوب، 149/9

[8] وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت، الموسوعة الفقهية الكويتية، الكويت؛ دارالسلاسل، 200/30

[9] دونمر، ابراهيم كافی، الدكتور، حكم اجراء العقود بوسائل الحديثة، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، شاملة، 12147/2

[10] دونمر، ابراهيم كافی، الدكتور، حكم اجراء العقود بوسائل الحديثة، 12146/2

[11] الدسوقي، عرفه، محمد، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، بيروت؛ دار الفكر ، 4/3

[12] النووي، يحيى بن شرف، أبو زكريا محيي الدين (المتوفى : 676ھ) ، المجموع شرح المهذّب، موقع يعسوب، 181/9

[13] الألفی، محمد بن جبر، التعاقد الإلكترونى في ميزان الشرع الإسلامي، المكتبة الشاملة الذهبية،ص: 7

[14] التعاملات المالية بالإنترنيت؛ المعايير الشرعية، بحرين؛ هيئة المحاسبة و المراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، ص: 630

[15] النووي، يحيى بن شرف، أبو زكريا محيي الدين (المتوفى : 676ھ) ، المجموع شرح المهذّب، موقع يعسوب، 181/9

[16] العثمانی، تقی، محمد، فقه البيوع، كراتشی؛ مكتبه معارف القرآن، 40/1

[17] العثمانی، تقی، محمد، فقه البيوع، كراتشی؛ مكتبه معارف القرآن، 40/1

[18] ابن قدامة، المقدسی، عبد الله بن أحمد، المغنی، بيروت؛ دار الفكر، 7/4

[19] النووي، يحيى بن شرف، أبو زكريا محيي الدين (المتوفى : 676ھ) ، المجموع شرح المهذّب، موقع يعسوب، 181/9

[20] البابرتي، محمد بن محمد، أكمل الدين أبو عبد الله، (متوفى: 786ھ)،العناية شرح الهداية، بيروت؛ دار الفكر، 254/6

[21] السرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمة، (483ھ)،المبسوط، بيروت؛ دار المعرفة، 16/5

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

[22] التعاملات المالية بالإنترنيت؛ المعايير الشرعية، بحرين؛ هيئة المحاسبة و المراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، ص: 629

[23] الخادمی، مختار، نور الدین، جدید فقہی مباحث؛ انٹرنیٹ اور جدید وسائل کے ذریعہ عقود و معاملات؛ انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ دینی مقاصد اور عقود و معاملات کے لیے استعمال، کراچی؛ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ص:267

[24] الجنبیھی، محمد، منیر، و الجنبیھی، محمد، ممدوح، التوقیع الإلکترونی و حجیته فی الإثبات، دار الفکر الجامعی، ص: 8

[25] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، (متوفی: 970ھ)، البحر الرائق، بیروت؛ دار الکتاب الاسلامی، ص: 290/5

[26] السنھوری، عبد الرزاق، الشیخ، الوسیط فی شرح القانون المدنی، بیروت؛ الحلبي الحقوقية ، 178/1

[27] الشامی، ابن عابدین، محمد امین بن عمر (متوفّی: 1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت؛ دار الفکر، 526/4

[28] الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، بیروت؛ دار الکتب العلمیة، 137/5

[29] السيواسي، محمد بن عبد الواحد، كمال الدين، (متوفى : 681ھ) ، شرح فتح القدير ، بيروت؛ دار الفكر، 255/6

[30] أبو زهرة، محمد، الأحوال الشخصية، القاهرة؛ دار الفكر العربی، ص: 45-44

[31] موسیٰ، یوسف، محمد، الأموال و نظریة العقود، القاهرة؛ دار الفکر العربی، ص: 370

[32] الشامی، ابن عابدین، محمد امین بن عمر (متوفّی: 1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت؛ دار الفکر، 513/4

[33] العثمانی، تقی، محمد، فقه البیوع، کراتشی؛ مکتبه معارف القرآن، 80/1

[34] الخفيف، علي، الشيخ، أحكام المعاملات الشرعية ، القاهرة؛ دار الفكر العربي، ص: 193

[35] دونمر، ابراهیم کافی، الدکتور، حکم اجراء العقود بوسائل الحدیثة، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، شاملة، 12165/2

[36] مفتاحی، خان، شعیب اللہ، الکٹرانک کاروبار کے شرعی ضوابط واحکام، دیوبند؛ مکتبہ مسیح الامت، ص:37

[37] القرافي، أحمد بن إدريس، أبو العباس (متوفی: 684ھ)، الفروق، بیروت؛ دار الکتب العلمیة، 318/3

[38] العثمانی، تقی، محمد، فقه البیوع، کراتشی؛ مکتبه معارف القرآن، 56/1

[39] المقدسي، أبو الفرج عبد الرحمن بن محمد، شمس الدين، (متوفی: 682ھ)، الشرح الكبير، بيروت؛ دار الكتاب العربي 63/4

[40] الطحطاوی، أحمد بن محمد (المتوفى : 1431ھ) ، حاشية الطحطاوی علی الدر، بیروت؛ دار الکتب العلمیة، 38/7

[41] النووي، يحيى بن شرف، أبو زكريا محيي الدين (المتوفى : 676ھ)، روضة الطالبين، بيروت؛ مكان النشر، 438/3

[42] الزركشي، أبي عبد الله محمد بن عبد الله، شمس الدين، (متوفی: 772ھ)، شرح الزركشي، بیروت؛ دار الکتب العلمیة، 7/2

[43] البلخی، نظام الدین، الشیخ و جماعة من علماء الہند من القرن الحادی عشر ،الفتاوی الہندیة، کوئته،بیروت؛ دار الفکر، 5/3

[44] Chitty on Contracts, Para 84

[45] السنھوری، عبد الرزاق، الدکتور، (متوفی: 1971ء)، نظریة العقد، ص: 293

[46] العینی، بدر الدین، ابو محمد محمود بن أحمد، (متوفی: 855ھ)، البنایة شرح الهدایة، بیروت؛ دار الکتب العلمیة، 8/8

[47] السنھوری، عبد الرزاق، الدکتور، مصادر الحق فی الفقه الاسلامی، بیروت؛ دار احیاءالتراث العربی، 41/2

[48] الزحیلی، وهبة مصطفی ، الدکتور، حکم اجراء العقود بوسائل الحدیثة، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، شاملة، 12083/2

[49] العثمانی، تقی، محمد، فقه البیوع، کراتشی؛ مکتبه معارف القرآن، 62/1